کتاب السلام:

(باب یسلم الراکب علی الماشی)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ سوار ماشی کو سلام کرے اور قلیل کثیر کو کریں تو یہ حکم استحباب پر محمول ہے اگر اسکے برعکس بھی کر دیا جائے تو جائز ہے لیکن ایسا کرنا خلافِ اولیٰ ہے۔

سلام کے احکام:

ابتدائً سلام کرنا سنت ہے اور اسکا جواب دینا واجب ہے اگر بہت سے لوگ ہوں تو سلام سنت علی الکفایہ ہے بعض نے کر دیا تو ادا ہو جائے گا اسی طرح اگر جس پر سلام کیا گیا اگر وہ ایک ہے تو اس پر جواب دینا واجب ہے اگر زیادہ ہوں تو واجب علی الکفایہ ہوگا بعض نے جواب دے دیا تو ادا ہو گیا لیکن افضل یہ کہ سب جواب دیں۔

سلام کے بہترین الفاظ یہ ہیں "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" اور جواب میں بھی برکاتہ تک بڑھانا بہتر ہے۔

سلام کا جواب فی الفور اونچی آواز میں دینا واجب ہے کہ سلام کرنے والا سن لے اگر دل میں جواب دیا تو نہ ہوا۔

اگر قاصد وغیرہ یا خط/میسج/ای میل/واٹس ایپ وغیرہ پر سلام آیا تو اسکا جواب بھی فی الفور زبان سے دینا ضروری ہے۔ اگر فوراً میسج یا واٹس ایپ کر دیا تو بھی ادا ہو جائے گا۔

(باب من حق الجلوس علی الطریق رد السلام)

راستوں میں مجلس لگانا اور باتیں کرنا
یہ مکروہ ہے اور اس سے ممانعت کی درج ذیل وجوہات ہیں

★ کیونکہ راستوں سے اجنبیہ عورتوں کا بھی گزر ہوتا ہے تو یہ اندیشہ ہوگا
★ بد نگاہی میں پڑ سکتا ہے ★ عورتوں کے حسن و جمال کا تذکرہ
★ ان کے متعلق غور و فکر ★ شہوت انگیز خیالات ★ گزرنے والے
شخص کے متعلق بدگمانیاں ★ اسکی غیبت ★ اسکو حقیر جاننا ★ اسی
طرح نیکی کے حکم اور برائی سے منع کرنے میں سستی ہو جانا وغیرہ۔
اسی طرح کی بہت سی خرافات میں بندے کے پڑ جانے کا
قوی اندیشہ ہے جو کہ گھر میں رہ کر محفوظ رہا جا سکتا ہے لہذا
اسلیے حضور نے راستوں میں بیٹھنے سے منع فرمایا۔

(باب من حق المسلم للمسلم رد السلام)

جب کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو سلام
کرے تو یہ سلام کرنے والے کا حق ہے اسکو جواب دیا جائے
شرعی طور پر یہ ضروری (واجب) ہے

(باب النهی عن ابتداء اهل الکتاب بالسلام)

علامہ شرف الدین نووی: کفار کو ابتداءً سلام کرنے اور انکا جواب دینے کے
متعلق علماء کا اختلاف ہے۔
وعلیکم یا علیک
احناف: کفار کو ابتداءً سلام کرنا حرام ہے اور اگر وہ کریں تو جواب میں
ابن عباس، بعض شوافع وغیرھم: ابتداءً سلام کرنا جائز ہے یہ "افشاء السلام"
اور سلام کو عام کرو والی احادیث سے استدلال کرتے ہیں۔
علقمہ، نخعی وغیرھم: الکا اور قاضی عیاض مالکی نے ایک جماعت کا یہ قول نقل

DAY:

DATE:

بدعقیدہ اور گمراہ لوگوں کو بھی سلام کرنا جائز نہیں ہے اگر کبھی
انکو سلام کرنے کی ضرورت پڑ جائے تو فتنہ سے بچنے کیلئے فرشتوں
کی نیت کرکے انکو سلام کر دیا جائے۔

(باب استحباب السلام علی الصبیان)

علماء کی ایک جماعت کا اس پر
اتفاق ہے کہ بچوں کو سلام کرنا مستحب ہے اگر کسی شخص نے مردوں
اور بچوں کی ایک جماعت کو سلام کیا اور کسی بچے نے اس سلام کا
جواب دیا تو تو مردوں سے سلام کا جواب ساقط ہوگا
یا نہیں اس پر دو قول ہیں لیکن اصح یہی ہے کہ ساقط ہو جائیگا
اور اگر بچہ مرد کو سلام کرے تو مرد پر اس
کا جواب دینا لازم ہے یہی جمہور کا موقف ہے۔

(عورتوں کو سلام کرنے اور جواب دینے کے بارے میں مسائل)

عورت اگر جوان ہے یا مشتہاۃ ہے تو اسکو
اجنبی مرد سلام نہ کرے اور نہ وہ کسی اجنبی مرد کو سلام کرے
اگر ان میں سے کوئی کرے تو جواب لازم نہیں بلکہ مکروہ
ہاں اگر عورت بوڑھی ہے اور غیر مشتہاۃ ہو
تو مرد سلام کر سکتا ہے اور وہ بھی اسکو جواب بھی دے سکتی ہے

DATE:

(باب اباحۃ الخروج للنساء لقضاء حاجۃ الانسان)

(قضائے حاجت کیلئے باہر جانے کے تین احوال (ازواج مطہرات کے))

اول :- رات کے اندھیرے میں گھر سے باہر نکلیں جیسا کہ بخاری شریف میں سیدہ عائشہ کا قول ہے کہ ازواج مطہرات قضائے حاجت کیلئے رات کو باہر نکلا کرتی تھیں

دوم :- جب حجاب کا حکم نازل ہوا تو ازواج مطہرات کپڑوں میں مستور ہو کر باہر نکلا کرتی تھیں لیکن بسا اوقات اپنی جسامت کی وجہ سے پہچانی جاتی تھیں۔

سوم :- اس کے بعد گھروں میں بیت الخلاء بنا دیا گیا اور ازواج مطہرات کو گھر سے نکلنے سے روک دیا گیا

حدیث الباب کے مسائل :-

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ازواج مطہرات کے پردہ کے متعلق گزارش کی تو اس سے معلوم ہوا کہ چھوٹا بڑے کو مشورہ دے سکتا ہے۔

اگر مقصد حدیث دھوکہ نہ ہو تو ایک سوال کا بار بار دہرانا جائز ہے جیسا کہ حضرت عمر پردے کے بارے میں بار بار عرض کرتے تھے۔

اس واقعہ میں حضرت عمر کی فضیلت ہے کہ کیونکہ ان کی چاہت کے مطابق اللہ کریم نے اپنی منشاء وحی کی صورت میں نازل فرمادی۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ عورتیں اپنی ضروریات کیلئے گھر سے باہر آ جاسکتی ہیں اجازت شوہر کے بغیر مگر آجکل فتنہ و فساد کا دور دورہ ہے تو اس لئے اب عورتوں کو ضرورت شرعی کے سوا گھر سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں دینی چاہئے۔

اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ حرف نداء لعنت میں درشتی (سختی) اختیار کی جاسکتی ہے حتی الامکان کیونکہ حضرت عمر نے ام المؤمنین سے کہا اے سودہ! ہم نے آپکو پہچان لیا

حدیث مبارکہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اجنبیہ عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا یہ حرام ہے بلکہ مفتی ناظم صاحب تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ اگر گھر میں تین چار یا جو کئی عورتیں (غیر محرمات) ہوں اور مرد اکیلا ہو تو بھی یہ خلوت کے حکم میں ہے اور حرام ہے۔

ہاں یہ ہے کہ اگر اس عورت کا کوئی محرم مرد ساتھ ہو یا مرد کی محرمہ عورت ساتھ ہو تو یہ خلوت کے حکم سے نکل جائے گا۔ آجکل کے نکاح خواں اس بات کا خیال نہیں رکھتے وہ ایسے ہی عورت کے پاس چلے جاتے ہیں نہ محرم نہ محرمہ ساتھ ہوتی ہے تو اس سے وہ بلاوجہ کے گنہگار ہو رہے ہوتے ہیں۔

حدیث مبارکہ میں ثیبہ (شادی شدہ) عورت کا تذکرہ ہے تو معلوم ہوا کہ جب شادی شدہ کا یہ سخت حکم ہے تو کنواری کا تو بدرجہ اولیٰ سخت حکم ہو جائے گا۔

محرم: وہ عورت کہ جس سے بغیر کسی خارجی امر کے دائمی طور پر نکاح حرام ہو۔ سالی اور بیوی کی خالہ یہ محرم نہیں کیونکہ ان سے نکاح دائمی حرام نہیں اسی طرح وطی بالشبہہ والی عورت کی ماں سے نکاح سبب خارجی سے حرام ہے اس لئے وہ محرم نہیں۔

دیور موت ہے: اس سے مراد یہ ہے کہ دیور سے فتنے اور شر کا خوف دوسروں کی نسبت زیادہ ہوتا ہے کیونکہ وہ گھر میں رہتا ہے اور بغیر روک ٹوک کے آ جا سکتا ہے۔ یا یوں کہ دیور موت کا سبب ہے یعنی اگر اس سے زنا کر لیا تو اب سنگساری کی سزا اور یہ موت

DATE: ______ DAY: ______

(باب بیان ما یدرأ به التهمة لمن رأى خالیا بامرأة)

اس باب کی احادیث میں حضور کی شفقت اور بچاؤ اپنی امت پر ظاہر ہوتی ہے کیونکہ آپ اپنی امت کو شیطانی وسوسہ سے بھی بچانا چاہتے تھے تاکہ وہ ان کو بدگمانی میں ڈال کر ہلاک نہ کر دے کیونکہ نبی کے بارے میں بدگمانی کفر ہے تو اسی لیے حضور نے خود ہی وضاحت فرما دی تاکہ اس کے دل میں ایسا گمان آنے ہی نہ اور یہ ہلاکت سے بچ جائے۔

ہمیں بھی چاہئے کہ جب کوئی ایسا موقع آنے لگے کہ لوگ بدگمانی کا شکار ہو جائیں گے تو اپنی وضاحت دے دینی چاہئے

(شیطان رگوں میں دوڑتا ہے) : قاضی عیاض وغیرہ نے کہا کہ حدیث اپنے ظاہری معنی پر محمول ہے کہ اللہ نے شیطان کو یہ قوت دی ہے کہ وہ انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑے یا کہ یہ استعارہ اور مجاز ہے کیونکہ شیطان انسان کو بکثرت وسوسے ڈالتا ہے اور بہکاتا ہے گویا وہ انسان کے بہت قریب ہوتا ہے اور جدا نہیں ہوتا جیسا کہ خون جدا نہیں ہوتا۔

(باب من اتی حیث ... فرجة فی الحلقة ...)

اس باب کی احادیث سے ثابت ہوا کہ عالم کا اپنے اصحاب کو علم سکھانے کی غرض سے مسجد میں بیٹھنا جائز ہے اور اس میں بعد میں آنے والے کو جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائے جگہ نہ ملے تو پیچھے بیٹھ جائے بلاوجہ اعراض کرنا مکروہ ہے۔ اور حلقے کے نگران وغیرہ کے پاس بیٹھنا افضل ہے جو شخص پیچھے جا کر بیٹھ گیا تھا اس کے بارے میں یہ فرمایا کہ اس نے اللہ سے حیاء کی یعنی اس سے حیاء کرتے ہوئے لوگوں کی گردنیں نہیں پھلانگی تو اللہ نے اس سے حیاء کی یعنی عذاب و سزا دینے سے حیاء فرمائے گا

DAY: ______

DATE

اور جس کے بارے میں یہ فرمایا کہ اس
نے اعراض کیا تو اللہ نے اس سے بھی اعراض کیا مطلب
کہ اللہ اس سے ناراض ہو کہ اس نے بلا وجہ مجلس
رسول کو ترک کیا۔

(باب اذا قام من مجلسہ ثم عاد فھو احق بہ)

امام نووی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے
کہ اگر کوئی شخص مسجد یا کسی اور علم کی مجلس میں بیٹھا ہو
اور پھر کسی ضرورت کے پیش نظر اٹھے (قضاء حاجت، وضو وغیرہ)
تو جب واپس لوٹے تو وہی اس جگہ کا حقدار ہے جس پر
وہ بیٹھا تھا اگر کوئی اور شخص وہاں بیٹھ گیا تو اسکے اٹھانے
پر اٹھنا واجب ہے۔

بعض علماء کے نزدیک اور امام مالک کے نزدیک
یہ حکم استحباب پر محمول ہے اور اختلاف کہاں بھی السابع

(باب جواز ارداف المراۃ الاجنبیۃ اذا اعیت)

حضور علیہ السلام نے جو حضرت اسماء کو
اپنی سواری پر بیٹھنے کا ارشاد فرمایا تو یہ آپکے ساتھ خاص ہے
ہمیں یہی حکم ہے کہ ہم اجنبی عورتوں سے دور ہی رہیں۔ البتہ
جو عورت محرمہ ہو اسکو ساتھ بٹھانے میں حرج نہیں

(باب تحریم مناجاۃ الاثنین دون الثالث)

کسی جگہ پر اگر تین آدمی موجود ہوں تو دو کا آپس
میں سرگوشی کرنا حرام ہے کیونکہ اس سے تیسرے کی دل آزاری ہوگی ہاں اگر
تین سے زائد ہوں یا جماعت ہو تو آپس میں سرگوشی کرنا حرام
نہیں

DATE: DAY:

(باب الطب والمرض والرقی)

دم کی تحقیق: بعض احادیث میں آیا ہے "وہ لوگ جنت میں بلا حساب داخل ہوں گے جو نہ جھاڑ پھونک کریں گے اور نہ کروائیں گے وہ صرف اپنے رب پر توکل کرنے والے ہونگے" اور بعض احادیث میں یہ آیا ہے کہ حضور بیمار ہوئے تو جبرئیل امین نے آپکو دم فرمایا۔ تو ان دونوں روایتوں میں کھلا تعارض ہے۔ اس کی تطبیق یوں ہے کہ پہلی حدیث یا وہ احادیث جہاں ممانعت ہے وہاں ایسے دم ان الفاظ سے کہ جو کفریہ ہو یا جاہلانہ ہوں یا غیر شرعی ہوں ان سے منع کیا گیا ہے۔ البتہ جن میں اجازت ہے ان سے مراد وہ دم کہ جس کے الفاظ کفریہ نہ ہوں بلکہ قرآن وحدیث سے ثابت ہوں تو وہ کرنا جائز ہے۔

جیسا کہ صحابہ نے پوچھنے پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر اپنے الفاظ پیش کرو دم کے اگر وہ درست ہوئے تو جائز ہے۔

اسکے علاوہ اور بھی متعدد جوابات دیے گئے۔

* یہ حکم پہلے تھا بعد میں منسوخ ہو گیا۔
* ان الفاظ سے دم کی ممانعت جو کفریہ یا غیر شرعی ہوں
* ان کو منع کیا گیا ہے کہ جن کا اعتقاد کمزور تھا البتہ صحیح العقیدہ کامل العقیدہ کو اجازت دی گئی۔
* جھاڑ پھونک کا ترک افضل ہے اور کروانا خلاف افضل ہے۔

DATE: DAY:

(باب السحر)

امام مازری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

جادو کی تحقیق: علماء اہل السنۃ اور جمہور علماء متقدمین کے نزدیک جادو ثابت ہے اور اسکا وجود بھی ہے بعض لوگوں نے جو جادو کا انکار کیا ہے وہ محض اوہام باطلہ سے بحث کیا ہے حالانکہ قرآن کریم سے یہ بات ظاہر و باہر ہے جادو کا وجود ہے اور اس کا ذکر قرآن میں ہے، اور سیکھنے سکھانے کا ذکر بھی مذکور ہے۔

(نبی کریم پر جادو منصب نبوت کے خلاف نہیں۔)

بعض مبتدعین نے یہ کہا کہ نبی کریم پر جادو ہونے کو ثابت کرنا یہ منصب نبوت کے خلاف ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ہم تک جو احکام پہنچے وہ جادو کے اثر سے پہنچے تو پھر احکام شریعت معتبر نہ رہے۔؟؟؟

جواب: مبتدعین کا یہ قول باطل ہے کیونکہ امور تبلیغیہ و شرعیہ کی صحت، صدق اور ان میں آپکی عصمت پر دلائل قطعیہ قائم ہیں اور ان پر معجزات شاہد ہیں اور وہ امور جن کا تعلق دنیا سے ہے جو آپکی بشریت کی وجہ سے صادر ہوئے ہیں اس میں استبعاد نہیں۔ کیونکہ بعض اوقات آپکو ان چیزوں کا خیال آتا کہ جن کا حقیقت سے تعلق نہیں ہوتا تھا (بحالت سحر) جیسا کہ یہ خیال آتا کہ اپنی بیوی سے مباشرت کی حالانکہ کی نہ ہوتی وغیرہ۔

خلاصہ یہ کہ جادو کا اثر آپکی ذاتی اور نجی زندگی پر ہوا تھا آپکی نبوت و رسالت و تبلیغ وغیرہا پر کوئی اثر انداز نہیں ہوا

DAY:

DATE:

(باب التسمیم)

خیبر کی یہود یہ والی جو حدیث ہے

اس میں علامہ نووی یہ فرماتے ہیں کہ "واللہ یعصمك من الناس"
کہ اللہ آپکو لوگوں سے محفوظ رکھے گا اس حدیث میں اسکی
تصدیق ہے کہ اللہ نے آپکو بتلا دیا کہ اس میں زہر ہے یا
خود اس گوشت نے خود بتلا دیا کہ زہر والی ہوں۔

بعض لوگ اس حدیث کو لے کر یہ اعتراض
کرتے ہیں کہ اگر حضور کو علم غیب ہوتا تو آپ کو پتہ چل
جاتا کہ گوشت میں زہر ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارا
عقیدہ یہ ہے کہ اللہ نے اپنے حبیب کو بعض مغیبات کا علم عطا
فرمایا ہے آپ مطلقاً عالم الغیب نہیں۔ اور پھر یہ کہ جن بعض
مغیبات کا علم عطا فرمایا تو اس میں بھی بعض حکمتوں کی
بناء پر اس علم کی طرف توجہ ہٹا دی جاتی تھی۔

(اگلے دونوں بابوں میں دم کے متعلق ہے کی تحقیق گزر چکی)

(باب جواز اخذ الاجرۃ علی الرقیۃ بالقرآن)

(تعلیم قرآن اور دم وغیرہ کی اجرت لینا)

امام مالک و احمد و شافعی متقدمین و متاخرین۔

ان کے نزدیک اجرت لینا جائز ہے باب میں
موجود حدیث دلیل ہے کہ دم کرنے پر بکریوں کا ریوڑ ملا

امام اعظم:
ان کے نزدیک تعلیم قرآن کی اجرت جائز نہیں ہاں دم
کی اجرت لے سکتے ہیں۔ مگر یہ قول صحیح نہیں کیونکہ باب والی حدیث کا مورد اگرچہ
خاص ہے مگر حکم عام ہے۔ لہذا بعد کے احناف نے انکو جائز قرار دیا ہے۔

DATE: DAY:

(باب توکل والے دوائی)

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ علاج کروانا مستحب ہے اور یہی علماء متقدمین و متاخرین کا نظریہ ہے۔ اور علاج کروانا توکل کے خلاف نہیں ہے۔ تمام ہی پیدا ہیں۔

ان احادیث میں خیالی صوفیوں کا رد ہے کہ جو علاج اور معالجہ کا انکار کرتے ہیں اور اسے توکل کے خلاف سمجھتے ہیں۔ کیونکہ دوا لینے والے کا عقیدہ یہی ہوتا ہے کہ فاعل حقیقی اور شفاء دینے والی ذات حقیقتاً ذات باری تعالیٰ ہی ہے اور دوا و علاج سبب و ذریعہ ہیں۔ اور یہ بھی اللہ کی قضاء و قدر سے ہیں۔ ہاں اگر کسی کا عقیدہ اس کے برعکس ہے تو اس کیلئے دوا لینا درست نہیں ہے۔

(باب لاعدوای)

بیماری متعدی بنفسہ ہے یا نہیں۔

اس حوالے سے جو احادیث ملتی ہیں ان میں تعارض ہے بعض میں آپ نے فرمایا کہ بیماری متعدی نہیں اور بعض میں جذام اور کوڑھ والے سے بھاگنے کی تلقین ہے۔

تو علماء کا موقف یہی ہے بیماری بنفسہ متعدی نہیں ہوتی تو پہلی حدیث کہ "لا عدوای" اس سے زمانہ جاہلیت والے اس عقیدہ کا رد ہے کہ جس میں یہ کہا گیا ہے بیماری بذاتہ لگتی ہے اللہ تعالیٰ کے فعل سے نہیں لگتی اور جن احادیث میں بیمار کو تندرست کے پاس لے جانے

سے اور کوڑھ و جذام کے مریض کے پاس جانے
سے جو ممانعت ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ کریم
کی عادت جاریہ ہے کہ تندرست کو بیمار کے اختلاط سے
بیمار کر دیتا ہے یعنی تندرست اللہ کے بیمار کرنے سے ہوا
نہ کہ اس بیماری کے اثر کر جانے سے ہوا
اسی وجہ سے آجکل کے جو امراض
کرونا وغیرہ والے سے بچنے کا حکم ہے تو اس کا علماء
یہ جواب دیتے ہیں خود بیماری متعدی نہیں ہوتی بلکہ
جو جراثیم ہیں وہ متعدی ہو جاتے ہیں اور اس وجہ
سے کرونا والے سے دور رہنے کا حکم ہے